"تحقیق و تدقیق" کے اس عہدِ زریں میں جن مسائل کی طرف از سرِ نو "زحمت تحقیق" گوارا کی گئی ہے، ان میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کا معاملہ بھی ہے۔ اہل سنت والجماعت میں یہ مسئلہ تقریباً اجماعی رہا ہے، گو ارباب علم کی ایک مختصر سی جماعت اس کی منکر بھی رہی ہے۔ زیرِ نظر تحریر میں اس موضوع سے متعلق صحائف دینی و مذہبی کی روشنی میں غیر جانبدارانہ روش اختیار کرتے ہوئے مختصراً معروضات پیش خدمت ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق عقائدِ اربعہ:

سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا سے تشریف لے گئے تو ان کی ذات سے متعلق چار عام بنیادی عقائد تھے، وہ عقائدِ اربعہ درج ذیل ہیں:

☆بغیر والد کے ولادت

☆مصلوب ہونا یا ہو کر زندہ ہو جانا

☆الوہیت مسیح

☆رفع الی السماء اور نزول ساعتِ موعودہ

صداقتِ عیسیٰ کی گواہی

یوحنا کی انجیل میں ہے:

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔" (۲٦:۱۵)

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔" (۱۲:۱٦-۱٤)

برناباس کی انجیل میں ہے:

"اسی کے ذریعے ہمارے خدا کی معرفت اور تمجید ہو گی، اور میرا سچا ہونا معلوم ہو گا، اور وہ ان سے انتقام لے گا جو مجھے بشر سے کچھ بڑھ کر بتائیں گے۔" (باب ۷۲)

اناجیل کے ان بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جو عظیم المرتبت ہستی مقام نبوت پر فائز ہو گی وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے متعلق شکوک و شبہات اور ظن و تخمین کی جگہ دنیا کو علمِ حق و یقینِ صریح سے آشنا کرے گی۔ چنانچہ جب اس ہادی عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ظہورِ مبارک ہوا، تو ان کی تعلیمات میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق عقائدِ اربعہ پر قولِ فیصل بھی ظاہر ہوا۔

1۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت

قرآنِ عظیم نے ولادتِ عیسوی سے متعلق یہودیوں کے الزامات و اتہامات کا دوٹوک انکار کیا بلکہ سیدہ مریم علیہا السلام کی پاکی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی غیر معمولی ولادت کا ذکر خاص انہی الفاظ و پیرایے میں کیا جو انجیل میں مرقوم ہے:

(قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝) (سورة مريم : ٢٠-٢١)

"مریم نے فرشتہ سے کہا: یہ کیونکر ہو گا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی؟ - اور فرشتہ نے جواب میں اس سے کہا کہ: روح القدس تجھ پر نازل ہو گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔" (لوقا ۱:۳٤)

سر سیّد احمد خان، ڈاکٹر توفیق صدقی، غلام احمد پرویز اور بیشتر منکرینِ حدیث کا نقطۂ نظر یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت کا صریح ذکر قرآنِ کریم میں نہیں۔ نواب محسن الملک کے نام سر سید اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت میں کوئی نصِ صریح قرآن مجید میں موجود نہیں ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔" (مکتوباتِ سرسید : ۱/۵۰۷)

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

Mujallah AlWaqia Karachi :::Al-Waqia.Blogspot.com:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.Com ....مجلہ الواقعۃ کراچی

" بلاشبہ قرآن میں یہ الفاظ کہیں نہیں ملتے کہ حضرت مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ یعنی کوئی ایسی مثبت تصریح نہیں جو اپنے منطوق میں ظاہر و قطعی ہو۔ اُس کی جتنی آیتوں سے اس طرح کے اشارات نکل رہے ہیں، اگر انہیں ایک دوسرے سے الگ کر لیا جائے، تو ہر آیت کے مطلب کے لیے ایک دوسرا جامہ بھی تراش لیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مرحوم سر سیّد احمد خاں اور ڈاکٹر توفیق صدقی وغیرہ نے کوشش کی ہے لیکن جب تمام بیان پر بہ حیثیت مجموعی نظر ڈالی جائے اور محل کے قدرتی مقتضیات اور قرائن بھی پیش نظر ہوں، تو بلا تأمل تسلیم کر لینا پڑتا ہے کہ قرآن اس اعتقاد کے حق میں ہے۔ اس سے منکر نہیں۔" (ترجمان القرآن: ۲/ ۴۴۴)

علّامہ ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"قد سألنی بعض الملاحِدة ہل جاء التصرِیح فِی الحدِیث بِان عِیسی بن مریم علیہِ السلام تولد مِن غیر أب ؟ قلت : نعم أخرج عبد بن حمید الکشِی فِی مسندہ أنبانا عبید اللہ بن موسی قال : أنبانا اِسرائِیل عن أبِی أِسحاق عن أبِی بردۃ بن أبِی موسی عن أبِیہِ قال : " أمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلیہ وسلم أن ننطلِق مع جعفر بن أبِی طالِب اِلی أرض النجاشِی فذکر الحدِیث و فِیہِ قال النجاشِی لِجعفر : ما یقول صاحِبک فِی اِبن مریم ؟ قال : یقول فِیہِ قول اللہ عزّ وجل و ہو روح اللہ و کلِمتہ أخرجہ مِن العذراء البتول التِی لم یقربہا بشر ۔ قال : فتناول النجاشِی عودا مِن الأرض و قال : یا معشر القِسِیسِین و الرہبان ما یزِید ہولائِ علی ما تقولون فِی اِبن مریم مرحبا بِکم و بِمن جِئتم مِن عِندہ فأنا أشہد أنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلیہ وسلم و أنہ الذِی بشر بِہِ عِیسی ابن مریم ، و لو لا ما أنا فِیہِ مِن الملک لاتیتہ حتی أحمِل نعلیہِ "امکثوا فِی أرضِی ما شِئتم " الحدِیث ۔ قلت : ہذا حدِیث اِسنادہ صحِیح و اللہ أعلم ۔" (عون المعبود:)

2۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا مصلوب کیا جانا:

قرآنِ کریم نے سیدنا مسیح علیہ السلام سے متعلق اس خیال فاسد کی بھی واضح الفاظ میں تردید کر دی کہ انہیں مصلوب کیا گیا:

(وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) (النسآء:۱۵۷)

3۔ الوہیتِ مسیح :

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی بھی صاف لفظوں میں تردید کر دی گئی :

(اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝) (آل عمران:۴۵)

(اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝) (آل عمران:۵۹)

(اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝) (الزخرف:۵۹)

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام قرآن کی نظر میں :

لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلقہ عقائدِ اربعہ کے آخری اور سب سے اہم عقیدے سے متعلق قرآن کیا کہتا ہے؟

(اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝) (سورۃ آل عمران:۵۵)

آیت میں (اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ) فرمایا گیا، لفظ توفی "وفا" سے مشتق ہے، جس کے معنی پورا پورا لینے کے ہیں، انہی معنوں میں وفات کا لفظ موت کے لیے بھی اصطلاحاً مستعمل ہے کیونکہ موت انسان کے تمام تر علائق کا دنیا سے خاتمہ کر دیتی ہے۔ لیکن قرآن کریم میں "توفی" کا لفظ کہیں بھی موت کے لیے استعمال نہیں ہوا، چنانچہ فرمایا گیا (حتیٰ یتوفھنّ الموت) یہاں موت اور توفی ایک ساتھ استعمال ہوئے ہیں، کیونکہ یہ دونوں لغوی اعتبار سے ہم معنی یا مترادف نہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لفظ التوفی فی لغت العرب معناہ الاستیفاء و القبض و ذٰلک ثلاثۃ انواع احدھا توفی النوم ، و الثانی توفی الموت و الثالث توفی الروح و البدن جمیعاً۔"(الجواب الصحیح : ۲۸۳/۲،بحوالہ حیات عیسیٰ عیہ السلام :۷۷ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

"لغت عرب میں توفی کے معنی اتیفاء پورا پورا لینے کے ہیں اور توفی کی تین قسمیں ہیں ایک توفی نوم یعنی نیند اور خواب کی توفی اور دوسری توفی موت کے وقت روح کو پورا پورا قبض کر لینا، تیسری توفی الروح والجسد یعنی روح اور جسم کو پورا پورا لے لینا۔"

Mujalah AlWaqia Karachi ...Al-Waqia.Blogspot.com...AlWaqiaMagzine.Wordpress.com...مجلہ الواقعۃ کراچی

اس کے بعد فرمایا (رَافِعُكَ اِلَيَّ) اس میں جو "رفع" ہے، وہ آیت کی تفسیر میں نہایت اہمیت کا حامل ہے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر رفع بمعنی بلندیٔ درجات بھی آیا ہے۔ لیکن زیر بحث آیت میں "رفع" کے ساتھ "الی" بھی شامل ہے، جس کا غالب قرینہ یہی ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا، اس کی تائید "تفسیر القرآن بالقرآن" کے اصول کے تحت قرآن کریم کے دوسرے مقامات سے بھی ہوتی ہے۔

(وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭوَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝)(سورۃ النسآء:۱۵۷-۱۵۸)

آیت میں پہلے یہود و نصاریٰ کے "اتباع الظن" کی تردید کی گئی ہے اور یہ تردید "بل" کہہ کر کی گئی ہے، (وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) کا ترجمہ اگر یہ کیا جائے کہ: "اور انہیں ہرگز قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ نے اپنی طرف ان کا درجہ بلند کیا ہے۔ تو "بل" کا فائدہ ختم ہو جائے گا اور معنوں میں ایک بے ربطی پیدا ہو گی، آخر قرآن واضح لفظوں میں کیوں نہیں کہتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟ قرآن نورِ مبین ہے، محکم اور قول فیصل ہے۔ پھر آخر یہ ابہام کیوں؟

اس کے برعکس (وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) کا ترجمہ: "اور انہیں ہرگز قتل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔" عین مناسب اور دیگر صحائفِ مذہبی کے مطابق ہے۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

"یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ بل رفعہ اللہ الیہ کی ضمیر اس طرف راجع ہے کہ جس طرف قتلوہ اور صلبوہ کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ قتلوہ اور صلبوہ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک اور جسدِ مطہر کی طرف راجع ہیں۔ روح بلا جسم کی طرف راجع نہیں۔ اس لیے کہ قتل کرنا اور صلیب پر چڑھانا جسم ہی کا ممکن ہے۔ روح کا قتل اور صلیب قطعاً ناممکن ہے۔ لہٰذا بل رفعہ کی ضمیر اسی جسم کی طرف راجع ہو گی جس جسم کی طرف قتلوہ اور صلبوہ کی ضمیریں راجع ہیں۔"(حیات عیسیٰ علیہ السلام:35)

منکرینِ نزول عیسیٰ علیہ السلام کو چاہیئے کہ وہ (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) کی صحیح تشریح فرمائیں وگرنہ اتباع حق کی پیروی اختیار کریں۔

(وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝) (سورۃ النسآء :۱۵۹)

آیت میں فرمایا گیا: "اور جو فرقہ ہے کتاب والوں میں سو اُس پر یقین لاویں گے اُس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا اُن کا بتانے والا۔" (ترجمہ از شاہ عبد القادر محدث دہلوی)

(وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ)(سورۃ الزخرف :٦١)

آیت میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کو علامات قیامت میں سے فرمایا گیا ہے، بعض ارباب علم کے نزدیک اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن دنیا میں قدرت الٰہیہ سے معجزات کا صدور کچھ کم نہیں ہوا، معجزات کا صدور جب بھی ہوا ہے تو اس کی غرض وغایت اس کے سوا اور کیا تھی کہ مادہ پرست انسانوں کو ان کی عاجزی سے آگاہ کر دیا جائے اور جتلا دیا جائے کہ ایک ایسی ہستی ہے جو کارخانۂ ہستی کو چلا رہی ہے۔ طوفان نوح (علیہ السلام) کیا ایک معجزۂ عظیم نہ تھا؟ آتش نمرود میں سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ سلامت رہنا کیا ایک امر مستبعاد نہ تھا؟ قوم لوط (علیہ السلام) پر غیر معمولی عذابِ الٰہی کیا ایک غیر معمولی واقعہ نہ تھا؟ کیا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا باذن الٰہی دریائے نیل کے شوریدہ پانیوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنا، اس کے درمیان سے اپنی قوم کو صحیح سلامت گزار لینا اور فرعون و آل فرعون کا اس دریا میں غرق ہو جانا، انسانی عقل کے لیے اس کے عجز کا اظہار نہ تھا؟ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ "الساعۃ" کے معنی میں صرف سیدنا مسیح علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کو علامت قیامت قرار دیا جائے؟ آخر کیوں سیدنا مسیح علیہ السلام کی مکمل ذات اور بالخصوص ان کے نزول کو مراد نہ لیا جائے؟ کیا اللہ غالب عزیز و حکیم نہیں ہے؟ أفلا یتدبرون۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام احادیث صحیحہ کی نظر میں :

قرآن کریم کے بعد احادیث صحیحہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ بکثرت احادیث میں "امارات الساعۃ" کے بیان میں نزول مسیح ابن مریم علیہما السلام کی روایات موجود ہیں۔ عام طور پر منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ دجل و تلبیس دیتے ہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے بابت احادیث کتب حدیث کے تیسرے درجے کی کتابوں میں مرقوم ہیں اور سب کی سب پائے ثقاہت سے گری ہوئی ہیں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق احادیث تقریباً تمام معتبر کتب احادیث میں بکثرت مرقوم ہیں۔ "صحیح بخاری" میں نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق چار احادیث ہیں:

۱۔ باب قتل الخنزیر من کتاب البیوع
۲ ۔ باب کسر الصلیب من کتاب المظالم

Mujallah AlWaqia Karachi:::AlWaqia.Blogspot.com:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.com:::مجلہ الواقعۃ کراچی

٣ ۔ باب نزول عيسىٰ بن مريم عليهما السلام من كتاب أحاديث الأنبياء میں دو حدیثیں ہیں۔

صحیح مسلم میں کتاب الایمان اور کتاب الفتن واشراط الساعۃ میں متعدد احادیث نزول مسیح علیہ السلام موجود ہیں۔

سنن أبی داؤد میں کتاب الملاحم کے مختلف ابواب میں احادیث نزول مسیح ابن مریم موجود ہیں۔

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے کتاب الفتن میں بھی یہ احادیث موجود ہیں۔

امام محمد بن علی الشوکانی (م 1250ھ) نے اپنی کتاب " التوضيح فى تواتر ماجاء فى الاحاديث فى المهدى و الدجال و المسيح " میں نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق 29 احادیث بیان کی ہیں۔ فرماتے ہیں:

"ان الاحاديث الواردة فى المهدى المنتظر متواترة و الاحاديث الواردة فى الدجال متواترة و الاحاديث الواردة فى نزول عيسىٰ عليه السلام متواترة۔" (التوضيح فى تواتر ماجاء فى الاحاديث فى المهدى والدجال والمسيح ، بحواله عون المعبود شرح سنن أبى داود:٢٠٥/٤)

امام ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی (م 1329ھ) فرماتے ہیں:

"فلا يخفىٰ علىٰ كل منصف ان نزول عيسىٰ ابن مريم عليه السلام الى الارض حكماً مقسطاً بذاته الشريفة ثابت بالأحاديث الصحيحة و السنة المطهرة و اتفاق اهل السنة و انه الأن حى فى السماء لم يمت بيقين و اما ثبوته من الكتاب فقال الله عز وجل رداً على اليهود المغضوب عليهم الزاعمين انهم قتلوا عيسىٰ بن مريم عليه السلام (و ما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه) ففى هذه الأية الكريمة اخبرنا الله تعالىٰ ان الذى اراد اليهود قتله و اخذه و هو عيسى بجسمه العنصرى لا غير رفعه الله اليه و لم يظفر و امنه بشيئٍ كما وعده الله تعالىٰ قبل رفعه بقوله (و ما يضرونك من شي ئٍ) و برفع جسده حيا فسره ابن عباس كما ثبت عنه باسناد صحيح ۔ فثبت بهذا ان عيسىٰ عليه السلام رفع حيّا و يدل على ما ذكرناه الأحاديث الصحيحة المتواترة المذكورة المصرحة بنزوله بذاته الشريفة التى لا تحتمل التاويل ۔ و قال الله تعالىٰ (و ان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته) اى قبل موت عيسىٰ عليه السلام كما قال ابو هريرة و عبد الله بن عباس وغيرهما من الصحابة و السلف الصالحين و هو الظاهر كما فى تفسير ابن كثير فثبت ان عيسىٰ لم يمت بل يموت فى أخر الزمان و يومن به كل اهل الكتاب و قد ذكر الله تعالىٰ فى كتابه ان نزوله الى الارض من علامات الساعة قال الله تعالىٰ (و انه لَعِلْم للساعة) و قال الامام ابن كثير فى تفسيره :

" ان الضمير عائد الى عيسىٰ عليه السلام فان السياق فى ذكره و ان المراد نزوله قبل يوم القيٰمة كما قال تعالىٰ (و ان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته) اى قبل موت عيسىٰ عليه السلام و يويّد هذا المعنى القرأة (و انه لَعَلَم للساعة) يعنى بفتح العين و اللام اى امارة و دليل علىٰ وقوع الساعة و قال مجاهد (و انه لعلم للساعة) اى أية للساعة خروج عيسىٰ بن مريم قبل يوم القيٰمة و هكذا روى عن أبى هريرة و ابن عباس و أبى العالية و أبى مالك و عكرمة و الحسن و قتادة و الضحاك وغيرهم و قد تواترت الاخبار عن رسول الله صلى الله عليه و آليه وسلم انه اخبر بنزول عيسىٰ عليه السلام قبل يوم القيٰمة اماما عادلا حكما مقسطا ۔"انتهى

فهذه الأيات الكريمة و النصوص الصريحة الثابة عن رسول الله صلى الله عليه و آليه وسلم تدل دلالة واضحة علىٰ نزول عيسىٰ بن مريم عليه السلام من السماء الى الارض عند قرب الساعة "۔(عون المعبود شرح سنن أبى داود:٢٠٥/٤)

"کسی منصف پر مخفی نہیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی ذات شریفہ کا بحیثیت حاکم مقسط نزول الی الارض احادیث صحیحہ اور سنت مطہرہ سے ثابت ہے اور اسی پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ بے شک وہ اس وقت آسمان پر زندہ ہیں یقیناً انہیں موت نہیں آئی۔ اور جیسا کہ اس کے ثبوت میں اللہ عزوجل نے قرآن میں یہود (جن پر اللہ کا غضب ہوا) کے گمان کی کہ انہوں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو قتل کیا ہے، کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: (وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) (ترجمہ: "اور یقیناً انہیں قتل نہیں کیا گیا بلکہ للہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا") پس اس آیت کریمہ میں للہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی کہ بے شک جو ارادہ یہودیوں نے ان کے قتل کرنے کا اور انہیں پکڑنے کا کیا وہ عیسیٰ علیہ السلام کے سوا اللہ نے کسی دوسرے کے جسم عنصری کو اپنی طرف نہیں اٹھایا اور یہودی کامیاب نہیں ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام کو ذرا تکلیف بھی نہ پہنچا سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے رفع سے قبل ان سے وعدہ فرمایا تھا: (و ما يضرونک من شيئٍ) (ترجمہ: "اور وہ آپ کو ذرا سے بھی تکلیف نہیں پہنچا سکتے") اور ان کے جسم کو زندہ اٹھالیا یہی تفسیر ابن عباس نے کی ہے جیسا کہ ان سے باسناد صحیح ثابت ہے۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھالیا گیا اور اسی پر ہماری ذکر کردہ احادیث صحیحہ متواترہ مذکورہ مصرحہ دلیل ہیں کہ ان کی ذات شریفہ کا نزول ہوگا جس میں کسی تاویل کا احتمال نہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ) (ترجمہ: "اور یہ کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا جو ان کی موت سے قبل ان پر ایمان نہ لے آئے")۔ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل کہا گیا ہے جیسا کہ ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عباس اور ان دونوں کے علاوہ دیگر صحابہ اور سلف صالحین نے کہا ہے اور ابن کثیر کی تفسیر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت نہیں ہوئی ہے اور ان کی موت آخری زمانے میں ہوگی اور ان پر

Mujallah Alwaqia Karachi....Al-Waqia.blogspot.com....AlWaqiaMagzine.wordpress.com....مجلہ الواقعۃ کراچی

تمام اہلِ کتاب ایمان لے آئیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کے نزول الی الارض کو علاماتِ قیامت میں شمار کرتے ہوئے فرمایا:(وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ)۔ امام ابن کثیر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"بے شک اس میں ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔ اس سیاق میں ان کے ذکر سے مراد یہ ہے کہ ان کا نزول قیامت کے دن سے قبل ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ) اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل مراد ہے اور انہی معنوں کی تائید میں یہ قرأت ہے:(وَاِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ) یعنی عین اور لام پر زبر کے ساتھ، جس کا مطلب قیامت ہے اور وہ وقوع قیامت کی دلیل ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں:(وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ) اس آیت میں للساعۃ سے یوم قیامت سے قبل خروج عیسیٰ بن مریم مراد ہے اور ایسا ہی روایت کیا گیا ہے ابوہریرہ، ابن عباس، ابو العالیہ، ابومالک، عکرمہ، حسن، قتادہ، ضحاک وغیر ہم سے۔ اور بلاشبہ تواتر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ خبر منقول ہے کہ انہوں نے خبر دی کہ یوم قیامت سے قبل عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بحیثیت امام، عادل، حاکم، مقسط ہو گا۔" انتہی

پس ان آیاتِ کریمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول نصوص صریحہ ثابتہ اس امر پر واضح دلیل ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول آسمان سے زمین کی طرف قیامت کے قریب ہو گا۔"

سنن ترمذی کی ایک اہم اسرائیلی روایت

احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں قرآن پاک کی تفسیر نہایت سہل ہوگئی ہے، اس کی تائید میں محرف زدہ اناجیل بھی ہے اور گمشدہ توریت بھی۔ امام ترمذی نے اپنی "الجامع" کے کتاب المناقب میں ایک موقوف اثر روایت کیا ہے۔ و ھو ھذا:

"حدثنا زید بن اخزم الطائی البصری حدثنا ابو قتیبۃ حدثنی ابو مودود المدنی حدثنا عثمان بن الضحاک عن محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ قال: "مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد و صفۃ عیسی ابن مریم یدفن معہ" فقال ابو مودود و قد بقی فی البیت موضع قبر قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث حسن غریب ھکذا قال عثمان بن الضحاک بن عثمان المدنی۔

یعنی: "توریت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں یہ لکھا تھا کہ دونوں ایک ہی جگہ مدفون ہوں گے۔"

اس حدیث کے راویوں میں زید بن اخزم الطائی کو نسائی و دارقطنی نے ثقہ کہا ہے، ابن حبان انہیں مستقیم الحدیث کہتے ہیں۔
ابو قتیبہ مسلم بن قتیبہ کے لیے یحییٰ بن معین "لیس بہ بأس" کہتے ہیں۔ ابو داود و دارقطنی انہیں ثقہ کہتے ہیں۔
ابو مودود المدنی کی وثاقت پر امام احمد، یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، ابو داؤد، ابن حبان وغیر ہم متفق ہیں۔
عثمان بن الضحاک کو ابن حبان نے ثقہ کہا جبکہ ابوداود نے تضعیف کی۔
محمد بن یوسف مقبول راوی ہیں اور زمرۂ تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد یوسف صغار صحابی ہیں اور ان کے دادا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ معروف صحابی ہیں اور معلوم ہے کہ "الصحابۃ کلھم العدول"۔

منکرین نزول مسیح کے چند اعتراضات

☆منکرین نزول عیسیٰ کی طرف سے ایک اہم اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نزول ساعتِ موعودہ کا نظریہ درحقیقت عیسائیوں سے آیا ہے، جبکہ انہیں غور فرمانا چاہیے کہ اناجیل و دیگر کتب سابقہ میں کی متعدد تعلیمات اسلام میں بھی شامل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد پیشینگوئیاں توریت و اناجیل میں مرقوم ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ظن و تخمین کو اپنی دلیل بنانے کی بجائے علم صریح کی پیروی کریں۔

☆منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں لہٰذا نزول عیسیٰ سے ان کی صفت خاتمیت پر زد آتا ہے۔
لیکن یہ اعتراض بھی غیر دانشمندانہ ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہورِ ثانی بحیثیت نبی کے نہیں ہو گا، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی "شانِ خاتمیت" تو اس امر سے واضح ہے کہ

Mujallah Al-Waqia Karachi :::Al-Waqia.Blogspot.Com:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.Com
مجلہ الواقعۃ کراچی

”والذی نفس محمد بیدہ لو بدالکم موسیٰ فا تبعتموہ و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل و لو کان حیاً و ادرک نبوتی لاتبعنی“ (رواہ الدارمی فی کتاب المقدمۃ)

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تمہارے درمیان موسیٰ ظاہر ہوجائیں اور تم سب ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو یقیناً تم سیدھی راہ سے گمراہ ہوجاؤ گے اور اگر وہ زندہ ہوتے اور میرے (زمانۂ) نبوّت کو پاتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے۔“

جبکہ عیسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت نبی بھی نہیں ہیں، ان کا دورِ اول ”شریعت موسوی“ کی تبلیغ میں گزرا اور اب دورِ ثانی ”تجدید شریعت محمدی“ کے لیے وقف ہوگا۔ نیز بحیثیت نبی ان کا نزولِ ثانی نصِ قرآنی کے بھی خلاف ہے کیونکہ اللہ ربّ العزت نے ﴿وَرَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ﴾ (آل عمران :49) فرما کر ان کی رسالت کو صرف بنی اسرائیل کے لیے خاص فرمادیا ہے۔ لہٰذا ان کا نزولِ ثانی بحیثیت امام عادل یا بالفاظِ دیگر امتِ محمدیہ کے آخری مجددِ کامل کی حیثیت سے ہوگا۔

مولانا ابو الکلام آزاد مولانا ثناء اللہ امرتسری کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں(1):

”بلاشبہ روایات میں نزول مسیح علیہ السلام کی خبر دی گئی ہے اور صحیحین کی روایات اس باب میں معلوم و مشہور ہیں۔ اس سے کسے انکار ہے لیکن اس معاملہ کا تعلق قیامت کے آثار و مقدمات سے ہے نہ کہ تکمیل دین کے معاملہ سے نیز انہی روایات میں تصریحات موجود ہیں کہ حضرت مسیح کا نزول بہ حیثیت رسول کے نہیں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں اس تیرہ سو برس میں مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہی رہا ہے کہ دین ناقص نہیں اور اپنے تکمیل کے لیے کسی نئے ظہور کا محتاج نہیں۔“ (تحریک آزادی:242)

”صحیح بخاری“ کی حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بحیثیت ”حکماً مقسطاً“ ہوگا نہ کہ بحیثیت نبی۔ (صحیح البخاری، کتاب، باب کسر الصلیب و قتل الخنزیر)

☆منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سے ایک دلچسپ انکشاف یہ بھی ہوتا ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام فطرت کے خلاف ہے اور(لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہ)لیکن ان کے بارگاہِ عقل و فکر میں اس عاجز کا عاجزانہ سوال یہ ہے کہ وہ ربِ تعالیٰ کی خلقت اور قدرت کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟جو وہ یوں فیصلے صادر کریں؟ اَفلا یتدبرون۔

یہاں یہ ذکر بے محل نہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سری نگر میں ہوئی تھی اور وہیں ان کی قبر بھی موجود ہے۔ اپنے اس دعویٰ کے اثبات میں اس نے ایک کتاب موسوم بہ ”مسیح ہندوستان میں“ لکھی۔ نیز اپنی کتاب "کشتی نوح"میں لکھتا ہے:

”مسیح فوت ہوچکا اور سری نگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے۔“ (ص103)

اوراس قبر کی تائید میں اس نے ایک یہودی عالم کی تائید نقل کی ہے اور ”شہد شاہد من بنی اسرائیل-ایک اسرائیلی عالمِ توریت کی شہادت دربارۂ قبر مسیح “کے عنوان کے تحت وہ تائیدی عبارت حسب ذیل ہے:

Mujallah AlWaqia Karachi:::Al-Waqia.Blogspot.Com:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.Com:::مجلہ الواقعۃ کراچی

"میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے دیکھا ایک نقشہ پاس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور تحقیق وہ صحیح ہے قبر بنی اسرائیل کی قبروں میں سے،اور وہ ہے بنی اسرائیل کے اکابر کی قبروں میں سے اور میں نے دیکھا یہ نقشہ آج کے دن جب لکھی میں نے یہ شہادت ماہ انگریزی جون 12، 1899ئ۔ سلمان یوسف یسحاق تاجر۔" (ص103)

قارئین گرامی غور فرمائیں دعویٰ سیدنا مسیح علیہ السلام کی قبر کا ہے اور دلیل بنی اسرائیل کے اکابر کی ایک قبر سے دی جا رہی ہے۔ مرزا صاحب کے اس دعوے کی تردید میں مولانا عبد الحلیم شرر اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے قلمی کاوش کی ہے، جس سے مرزا صاحب کا ابطال ہو جاتا ہے۔

ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی امت کو چھوڑ کر کشمیر کی وادیوں میں چلے جانا خود ان کے منصبِ نبوت کے بھی خلاف ہے، بقول خود:

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی 15:24)

و قال اللہ تعالیٰ فی القرآن: (وَرَسُوۡلًا اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ) (آل عمران : 49)

اب ذرا مرزا صاحب کی دریافت کردہ قبر کی حقیقت بھی سنتے چلیے۔ جناب بشیر احمد صاحب اپنی کتاب "بہائیت اسرائیل کی خفیہ سیاسی تنظیم" میں لکھتے ہیں:

"کشمیر کا مولوی عبد اللہ وکیل جس کا ذکر مرزا صاحب کی کتاب رازِ حقیقت میں موجود ہے اور جس نے کشمیر میں قبر مسیح کے مفروضے کو تقویت دینے کے لیے شواہد اکٹھے کیے بہائی مبلغ بن گیا۔ مرزا قادیانی نے جب دعویٰ کیا کہ اس کو خدا نے وحی کی ہے کہ خانیار سری نگر میں حضرت عیسیٰ کی قبر موجود ہے تو اس کے جواب میں عبد اللہ وکیل نے ایک کتابچہ شائع کرایا جس میں کہا گیا تھا کہ یہ صریح جھوٹ ہے اس جعلی نظریے کا خالق ہی وہ اور خلیفہ نوردین جمونی تھے۔" (بہائیت اسرائیل کی خفیہ سیاسی تنظیم: 224، مطبوعہ اسلامک اسٹڈی فورم راولپنڈی)

نتیجہ دلائل:

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے نزول سے متعلقہ دلائل سے عیاں ہوتا ہے کہ ان کا نزول بہ ساعتِ موعودہ حق ہے اور اس کا انکار محض وادیِ جہل و ضلالت میں سرگرداں ہونے کے مترادف ہے۔ انسانی ایمان کی خوبی یہ نہیں ہے کہ جو امور اس کی مزعومہ فکر و فہم کے مطابق ہو اسے قبول کرلے اور جو امور اس کے نزدیک خلاف فطرت وامر مستبعاد ہو اس کا انکار کردے۔ بلکہ کمال ایمان تو یہ ہے کہ ہر وہ امر جو "نصوص صریحہ" سے ثابت ہو اسے تسلیم کرلے، خواہ اس کی عقل تائید کرے یا نہ کرے کیونکہ ایمان تسلیم و تصدیق کا نام ہے آزمائش و پیمائش کا نہیں۔

ایک ذاتی تاثر:

قرآن پاک کی تفسیر و تفہیم محض زورِ علمی سے ممکن نہیں، اس کے لیے کسی صاحبِ ذوق کا ہونا بہت ضروری ہے جس کا دل رب تعالیٰ کی خشیت سے لرزاں و ترساں ہو اور جس کی زندگی تقویٰ شعاری سے مزین ہو، گناہگار قلوب اس کے قطعاً مستحق نہیں ہوسکتے کہ وہ کلام الٰہی کی تفسیر میں

Mujallah AlWaqia Karachi:::Al-Waqia.Blogspot.Com:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.com ::: مجلہ الواقعۃ کراچی

اپنے زورِ فکر وفہم کو لگائیں۔ مجھے اپنے عجز کا مکمل اعتراف ہے، میری حیثیت تو اس قدر بھی نہیں کہ صاحبان زہد وتقویٰ کا خدمت گزار ہی بن سکوں۔ بایں ہمہ اس اعتراف ذاتی کے بعد (اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ) سے متعلق اپنے ایک ذاتی تاثر کو نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ للہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں رہائش دی پھر انہیں دنیا میں اتارااس طرح انہوں نے "توفی بالموت" سے قبل دو عالم دیکھے۔یہی معاملہ حضرت عیسیٰ کا ہے ان کی ولادت دنیا میں ہوئی پھر ان کا رفع الی السماء ہوا اب ان کا دوبارہ نزول ہوگا تاکہ (کل نفس ذائقۃ الموت) کا الٰہی حکم ان پر وارد ہو۔اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی "توفی بالموت" سے قبل دو عالم ملاحظہ فرمائے۔یہ بھی کیا دلچسپ اتفاق ہے کہ سیدنا آدم "آغازِ تخلیق دنیا" کا سر عنوان ہیں اور سیدنا مسیح علیہ السلام "خاتمہ تخلیق دنیا" کی ایک علامت۔

هذا ماعندي والعلم عند الله۔

حواشی

(1)الرحمان پبلشنگ ٹرسٹ کراچی کی جانب سے "انتظارِ مہدی و مسیح" سے متعلق جو کتاب طبع ہوئی ہے،اس میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا گیا ہے،اس کے محترم مقدمہ نگار نے مولانا ابو الکلام آزاد کو بھی منکرین نزول عیسیٰ علیہ السلام میں شمار کیاہے،مولانا آزاد کے جس مکتوب کا اقتباس انہوں نے نقل فرمایاہے اس مکتوب سے جو ابہام پیدا ہوتا تھا اس پر مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مولانا آزاد سے استفسار کیا جس کے جواب میں مولانا آزاد کے قلم سے جو تصریحات نکلی ہیں وہ غالباً محترم مقدمہ نگار کی زیر نگاہ نہیں آئیں وگرنہ شاید وہ مولانا آزاد کو منکرین نزول عیسیٰ میں شمار نہ فرماتے۔والعلم عند للہ۔

مجلہ الواقعۃ کراچی:::AlWaqiaMagzine.Wordpress.Com:::AlWaqia.Blogspot.Com:::Al-Waqia Karachi Mujallah AlWaqia